فقہی اصول و ضوابط

(۱): جب فعل کو انجام دینے والا اور اس فعل کے لیے سبب بننے والا دونوں جمع ہو جائیں تو فعل کا حکم فاعل کی طرف منسوب ہوگا۔

(۲): جو کسی چیز کو اس کے وقت سے پہلے حاصل کرنے کے لیے جلد بازی کرے گا وہ اس چیز سے محرومی کی سزا پائے گا۔

(۳): خاموش رہنے والے کی طرف کوئی قول منسوب نہیں کیا جاتا۔

(۴): سوال جواب میں لوٹا ہوا ہوتا ہے:
جواب میں اگرچہ سوال کے تمام الفاظ کا اعادہ نہ کیا جائے لیکن جواب ان تمام امور کو شامل ہوتا ہے جو سوال میں موجود۔

(5): کلام کو عمل دلانا اسے مہمل چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔

(۶): تابع کا حکم الگ نہیں ہوتا ہے۔
متبوع کے ساقط ہو جانے سے تابع بھی ساقط ہو جاتا ہے۔
تابع متبوع پر مقدم نہیں ہوتا ہے۔

(7): جب مانع اور مقتضی میں تعارض ہو تو مانع غالب ہوگا۔

(8): اجتہاد اجتہاد سے نہیں ٹوٹتا ہے۔

(۹): عادت محکم ہے۔

(۱۰): مشقت آسانی لاتی ہے۔

(۱۱): افعال و اعمال کے احکام ان کے مقاصد کے اعتبار سے ہیں۔

(12): یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔
شئ کا اپنی پہلی حالت پر باقی رہنا اصل ہے۔
صفات عارضہ میں عدم اصل ہے اور صفات اصلیہ میں اصل وجود ہے۔
اصل نو پید چیز کو اس کے قریبی وقت کی طرف منسوب کرنا ہے۔
کلام میں اصل حقیقت ہے۔

(13): جو ضرورت کے لیے مباح کیا گیا ہو وہ ضرورت کی مقدار میں متعین ہوتا ہے یعنی
کہ جو عذر کی وجہ سے جائز ہو عذر زائل ہونے پر وہ باطل ہو جائے گا۔ ✓
ضرر کو ضرر سے دور نہیں کیا جاتا۔
ضرر عام کو دور کرنے کے لیے ضرر خاص کو برداشت کیا جائے گا۔
اگر دو امر میں سے ایک امر دوسرے سے زیادہ ضرر والا ہو تو اشد و سخت ضرر کو
اخف و آسان تر سے زائل کیا جائے گا۔
ضرر کو دور کرنا مصلحتوں کو حاصل کرنے سے بہتر ہے۔

(۱۴): ایسے ظن کا اعتبار نہیں جس کی غلطی ظاہر ہو۔

تقسیم کی اقسام

تقسیم کی دو اقسام

(1): تفکیکی (2): تقسیم تحلیلی

تقسیم تفکیکی کی تعریف: وہ تقسیم جس کے بعد خارج میں اجزاء الگ الگ ہو جائیں۔

تقسیم تفکیکی کی 3 اقسام

(1): تقسیم تفکیکی قطعی: جو کسی ایسے آلہ کے ذریعے ہو جس میں اثر اور نفوذ کی صلاحیت ہو۔ جیسے چاقو کے ذریعے کسی کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔

(2): تقسیم تفکیکی کسری: جو مصادمت شدیدہ سے ہو۔ جیسے کسی لکڑی کا توڑ دینا

(3): تقسیم تفکیکی فرقی: جو مصادمت خفیفہ سے ہو۔ جیسے کسی کاغذ کا پھاڑ دینا۔

تقسیم تحلیلی کی تعریف: جس کے بعد خارج میں اجزاء الگ الگ نہ ہوں بلکہ جو اس میں صورت واحدہ ہوتی ہے اس کا عدم فرض کر لیا جاتا ہے۔

تقسیم تحلیلی کی دو اقسام

(1): تقسیم تحلیلی وہمی: جس کے بعد ہر حصہ کو ذہن جدا جدا پہچان لے۔ جیسے کسی لکڑی کا کچھ حصہ سرخ ہو اور کچھ حصہ سیاہ ہو تو ذہن دونوں حصوں کو پہچان لے گا یا کسی لکڑی کے درمیان ایک نقطہ فرض کر لیا جائے تو لکڑی کے ایک جانب ایک حصہ ہوگا اور دوسری جانب دوسرا حصہ ہوگا۔

(2): تقسیم تحلیلی فرضی: جس کے بعد ذہن ہر حصہ کو الگ الگ نہ پہچان سکے۔ جیسے اگر ایک گز کی لکڑی ہو تو ذہن سمجھ جائے گا کہ اس کے دو حصے ایک ایک ہاتھ کے ہیں لیکن ان دونوں حصوں میں کون سا حصہ کہاں سے شروع ہوگا ذہن اس کو پہچان نہیں سکے گا۔

تغیر کی اقسام

تغیر کی دو اقسام

(۱): تغیر فی الذات (۲): تغیر فی الصفات

تغیر فی الذات کی تین اقسام

(۱): حقیقت اول کی بقاء کے باوجود شئے دوسری حقیقت کی طرف متغیر ہو جائے. یہ تغیر مطلقاً محال ہے یعنی واجب اور ممکن دونوں میں اس طرح کا تغیر محال ہے۔

(2): شئے ایک حقیقت کو چھوڑ کر دوسری حقیقت کی طرف متغیر ہو جائے۔

(3): شئے کا مادہ تو باقی رہے اور اس پر مختلف صورتوں کا علی سبیل التعاقب ورود ہو نا جائے یعنی بقاء مادہ کے ساتھ صورتیں متغیر ہوتی رہیں۔ جیسے پانی کا تغیر بھاپ کی طرف اور بھاپ کا پانی کی طرف۔

حیثیت کی اقسام

حیثیت کی تین اقسام

(1): حیثیت اطلاقیہ: جو حیثیت کی توضیح کا فائدہ دے حیثیت میں کوئی زائد معنی پیدا نہ کرے۔ جیسے

(2): حیثیت تعلیلیہ: جو زائد مفہوم پر دلالت کرے لیکن حیثیت میں داخل نہ ہو بلکہ حیثیت پر کسی حکم کے ترتب کے لیے علت ہو۔ جیسے کہ فلاں تعظیم والا ہے اس حیثیت سے کہ وہ علم والا ہے۔

(3): حیثیت تقییدیہ: جو حیثیت کے لیے قید ہو اور حیثیت مع الحیثیت پر ایک نئی چیز کا حکم ہو۔ جیسے

نام کی اقسام

نام کی دو اقسام

(1): علم (نام) ذاتی: وہ نام جو کسی معین شخص کے لیے وضع کیا گیا ہو اور اس وضع میں اس معین شخص کے کسی وصف کا لحاظ نہ کیا گیا ہو۔ جیسے کسی کا نام زاہد رکھا جائے قطع نظر اس چیز کے کہ اس میں زہد پایا بھی جاتا ہے کہ نہیں۔

(2): علم (نام) وصفی: وہ نام جو کسی معین شخص کے لیے وضع کیا گیا ہو لیکن اس وضع میں کسی وصف کا بھی لحاظ کیا گیا ہو۔ جیسے کسی کا نام اسد رکھا جائے اس اعتبار سے کہ وہ بہت بہادر ہے۔

عوارض کی اقسام

عوارض کی دو اقسام

(1): عوارض ذاتیہ   (2): عوارض غریبہ

عوارض ذاتیہ کی تین اقسام

(1): عارض معروض پر بلاواسطہ محمول ہو۔ جیسے تعجب انسان پر بلاواسطہ محمول ہوتا ہے۔

(2): عارض معروض پر امر مساوی کے واسطے سے محمول ہو۔ جیسے ضحک انسان پر تعجب کے واسطہ سے محمول ہوتا ہے پہلے انسان کو تعجب ہوتا ہے پھر ضحک ہوتا ہے۔ تعجب انسان کا امر مساوی ہے یعنی تعجب اور انسان میں نسبت تساوی کی ہے جن افراد پر انسان صادق آتا ہے۔ انہی افراد پر متعجب ہونا بھی صادق آتا ہے جو انسان ہے وہ متعجب ہے اور جو متعجب ہے وہ انسان ہے۔

امر مساوی: سے مراد یہ ہے خواہ وہ شئی معروض کا جزء ہو یا اس سے خارج ہو۔ جیسے معقولات کے وہ ادراکات جو انسان پر ناطق کے واسطہ سے محمول ہیں اور ناطق انسان کا مساوی اور جزء ہے۔ امر مساوی جو معروض سے خارج ہے۔ جیسے ضاحک جو انسان پر متعجب کے واسطہ سے محمول ہے۔

(3): عارض معروض پر بالواسطہ محمول ہو لیکن وہ واسطہ معروض کا جزء ہو۔ جیسے حرکت بالارادہ حیوان کے واسطہ سے انسان پر محمول ہوتا ہے اور حیوان انسان کی جزء ہے۔

عوارض غریبہ کی اقسام

عوارض غریبہ کی تین اقسام

(1): عارض معروض کو لاحق ہو امر خارج اعم کے واسطہ سے۔ جیسے حرکت ابیض کو لاحق ہو جسم کے واسطہ سے اور یہ جسم امر اعم ہے ذات معروض ابیض ہے۔

(2): عارض معروض کو لاحق ہو امر خارج اخص کے واسطہ سے۔ جیسے ضحک حیوان کو عارض ہے انسان کے واسطہ سے اور انسان یہ ذات معروض یعنی حیوان سے اخص ہے۔

(3): عارض معروض کو لاحق ہو امر خارج مباین کے واسطہ سے۔ جیسے حرارت پانی کو عارض ہے آگ کے واسطہ سے اور آگ یہ ذات معروض یعنی پانی کے لیے امر مباین ہے۔

(1): لا بشرط شئ: کسی چیز کا اعتبار اس طرح ہو کہ اس میں کسی شرط کے ہونے یا نہ ہونے کا بالکل لحاظ ہی نہ ہو تو اسے لا بشرط شئ کہتے ہیں۔ جیسے (مارنے والا) اس میں یہ اعتبار کہ اس کے ساتھ موصوف کے متصل ہونے یا نہ ہونے کی بالکل شرط ہی نہ ہو تو یہی صورت میں کہا جاتا ہے کہ (مارنے والا) لا بشرط شئ کے درجے میں ہے۔

(2): بشرط شئ: کسی چیز کا اعتبار اس طرح ہو کہ اس میں کسی شرط کے ہونے کا لحاظ کیا جائے تو اسے بشرط شئ کہتے ہیں۔ جیسے کہ (مارنے والا) میں یہ اعتبار کہ موصوف اس کے ساتھ متصل ہو۔

(3): بشرط لا شئ: کسی چیز کا اعتبار اس طرح ہو کہ اس میں کسی شرط کے نہ ہونے کا لحاظ کیا جائے تو اسے بشرط لا شئ کہتے ہیں جیسے کہ (مارنے والا) میں یہ اعتبار کہ اس کے ساتھ موصوف متصل نہیں ہوتا۔

حمل کی تعریف و اقسام

حمل کی تعریف: مفہوم میں دو متغائر چیزوں کو وجود کے اعتبار سے ایک کر دینا حمل کہلاتا ہے۔ جیسے فلاں کاتب ہے اس میں فلاں کا ایک الگ مفہوم ہے اور کاتب کا ایک الگ مفہوم ہے مگر ان کو وجود کے اعتبار سے ایک کر دیا گیا۔

حمل کی دو اقسام

(1): حمل بالاشتقاق: اگر حمل فی، ذو یا لام کے واسطے سے ہو تو اسے حمل بالاشتقاق کہتے ہیں۔ جیسے فلاں گھر میں ہے جو کہ اصل میں فلاں کائن فی الدار ہے۔ کیوں کہ جہاں ان حروف کے ذریعے حمل ہو وہاں کوئی مشتق محذوف ہوتا ہے۔

(2): حمل بالمواطاۃ: اگر حمل مذکورہ حروف کے واسطے کے بغیر ہو تو اسے حمل بالمواطاۃ کہتے ہیں۔ جیسے فلاں طبیب ہے (فلانٌ طبیبٌ)۔

حصر کی اقسام

حصر کی دو اقسام

(1): حصرِ حقیقی: جس میں ایک امر کے لیے کسی حکم کو ثابت کرنا اور تمام اغیار سے اس حکم کی نفی کر دینا۔

(2): حصرِ اضافی: جس میں کسی حکم کو ایک امر کے لیے ثابت کرنا اور بعض اغیار سے اس حکم کی نفی کرنا۔

فرض کی دو اقسام

(1): تجویزِ عقلی: عقل کا کسی چیز کو فرض کرنا اور جائز قرار دینا جیسے عقل کا یہ فرض کرنا کہ رات کو سورج ہوتا ہے پھر اس فرض کو جائز بھی سمجھنا تجویزِ عقلی کہلاتا ہے

(2): تقدیرِ عقلی: عقل کا کسی چیز کو فرض کرنا لیکن اسے جائز قرار نہ دینا جیسے عقل کا یہ فرض کرنا کہ رات کو سورج ہوتا ہے لیکن اس کو ناجائز سمجھے۔

(1) قسم الشئ: وہ چیز جو شئ سے اخص ہو کر شئ کے تحت داخل ہو۔

(2): قسیم الشئ: وہ چیز جو شئ کے مقابل اور مباین ہو اس طور پر کہ پھر وہ دونوں شئ تیسری چیز کے تحت داخل ہوں۔

(3): قسم الشئ کا قسیم الشئ ہونا: ایک چیز حقیقت میں شئ کی قسم ہو اور اس چیز کو اس شئ کا مقابل بنا دیا جائے۔

(4): قسیم الشئ کا قسم الشئ ہونا: ایک چیز حقیقتِ شئ کا مقابل ہو لیکن اس چیز کو اس شئے کی قسم بنا دیا جائے۔

قسم الشئ کا قسیم الشئ ہونا اور قسیم الشئ کا قسم الشئ ہونا دونوں باطل ہیں۔

دور کی تعریف و اقسام

دور کی تعریف: کسی شئی کا ایسی شئی پر موقوف ہونا کہ وہ شئی خود اس شئی پر موقوف ہو۔

دور کی دو اقسام

(1): دورِ مصرح: وہ دور ہے جس میں شئی کا موقوف ہونا نفسِ شئی پر ایک درجے سے ہو۔ جیسے الف موقوف ہو ب پر اور ب موقوف ہو الف پر۔

(2): دورِ مضمر: وہ دور ہے جس میں شئی کا موقوف ہونا نفسِ شئی پر دو درجے یا کثیر درجات سے ہو۔ جیسے الف موقوف ہو ب پر ب موقوف ہو ج پر اور ج موقوف ہو الف پر۔

دور کی قسم اول یعنی دور مصرح میں شئی کا تقدم نفس شئی پر دو مرتبوں سے ہوتا ہے اور دور کی قسم ثانی یعنی دور مضمر میں شئی کا تقدم نفسِ شئی پر کثیر مراتب سے ہوتا ہے۔

جو شئی موقوف علیہ سے مقدم ہوتی ہے وہ موقوف علیہ سے ایک مرتبے میں مقدم ہوتی ہے اور موقوف سے دو مرتبوں میں مقدم ہوتی ہے۔ جیسے الف اگر ب پر موقوف ہو تو ب موقوف علیہ ہوگا اور موقوف علیہ موقوف سے مقدم ہوتا ہے لہذا ب الف سے مقدم ہوگا اور ب کا الف پر یہ تقدم ایک مرتبے سے ہوگا پھر اگر ب موقوف ہو جائے الف پر تو اب الف موقوف علیہ ہوگا اور ب سے مقدم ہوگا اور الف کا ب پر یہ تقدم ایک مرتبے سے ہوگا اور چونکہ دونوں الف ایک ہی ہیں لہذا الف کا الف پر تقدم دو مرتبوں سے ہوگا لہذا لازم آیا کہ شئی کا تقدم خود شئی پر اس دورِ مصرح میں دو مرتبوں سے ہو جائے اور شئی اپنے وجود سے پہلے ہی موجود ہو جائے۔

اور دور کی قسم ثانی جو کہ دور مضمر ہے اس میں شئی کا تقدم شئی پر کم از کم تین اور زیادہ سے زیادہ غیر متناہی مراتب سے لازم آتا ہے دور تسلسل کو مستلزم ہوتا ہے اور تسلسل بھی محال ہے کیوں کہ اس میں امور غیر متناہیہ کا دفعۃ واحدہ استحضار لازم آتا ہے جو کہ امر محال ہے۔

بہر حال دور میں شئی کا تقدم نفس شئی پر دو مرتبوں سے لازم آتا ہے اور یہ تقدم کا سب سے کم تر درجہ ہے اور انتہائی درجہ یہ ہے کہ غیر متناہی مراتب سے (شئی کا تقدم نفس شئی پر) کا استحالہ لازم آتا ہے۔

مجہول مطلق کی تعریف و اقسام

مجہولِ مطلق کی تعریف: وہ جس کا ہمیں کسی بھی طرح علم نہ ہو۔

مجہول مطلق کی دو اقسام

(۱): مجہولِ مطلق ذاتی: مجہول مطلق ذاتی اعتبار سے معلوم ہے چونکہ یہ مفہوم اسکی ذات کا ہے لہذا اس مفہوم کو جاننا اس کی ذات کو جاننا ہے۔

(۲): مجہولِ مطلق عرضی: مجہولِ مطلق عرضی اعتبار سے مجہول ہے یعنی ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ مفہوم کون سی ذات پر صادق آتا ہے اور کس شئی کو عارض ہوتا ہے تو اس کا معروض کیا ہے۔

کسی دعوی پر دلیل پیش کر دینا کافی نہیں اگر دلیل سے وہ دعویٰ ثابت ہوتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ دلیل اس دعوی کی دلیل ہی نہیں اس مدعا کے اثبات کے لیے وہ دلیل کالعدم شمار ہوگی ایسی صورت میں اگر اس دعوی کی کوئی دلیل نہ ہو تو وہ دعوی بھی باطل ہوگا۔ بشر غیر معصوم سے لغزش و خطا صادر ہوتی ہے صرف حضرات انبیائے کرام وملائکہ عظام علیہم الصلوۃ والسلام معصوم ہیں غیر معصوم کا قول موافق شرع ہے تو صحیح ہے ورنہ غلط ہے محض حقانیت کا دعوی کرنے کے سبب کسی غیر معصوم کا قول حق نہیں ہو سکتا۔

قرآن کریم شروع سے لیکر آخر تک رشد و ہدایت کی عظیم ترین کتاب الٰہی ہے اسکے باوجود بعض لوگ آیات قرآنیہ کے غلط مطالب مراد لیکر خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اپنے ہم سے متبعین کو بھی گمراہی کے دلدل میں دھکیل دیتے ہیں اور اس خوش فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ ہمارے پاس قرآن مجید سے دلیل موجود ہے۔ اسی طرح احادیث طیبہ و اقوال [redacted] اسلاف کے غلط مطالب مراد لیکر حقیقت سے بہت دور چلے جاتے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں: کہ حقا ہے میرا فرمایا ہوا۔

علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ہر فرقہ ہر ہر مسئلے پر اللہ و رسول ہی کے کلام کو سند لاتا ہے اور صرف اس قدر سے ان کا ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے نہ بد مذہبی سے نکل سکتے ہیں کیونکہ حق وہ ہے کہ قرآن و حدیث سے بعد تحقیق و تطبیق اور رعایت جمیع شرائط و لوازم کے باتفاق سواد اعظم قرار پایا جو اسکے خلاف ہو وہ جماعت سے باہر بد مذہبوں میں داخل ہے صرف اتنا کہنے سے کہ ہم اللہ و رسول کے کلام کو سند لاتے ہیں جیسے کہ [redacted] اسماعیل دہلوی نے کہا تو بد مذہبی سے نہیں نکل سکتے کہ سب بد مذہب یہی کہتے ہیں۔ بد مذہب یہی کہتے پھرتے ہیں کہ ان کا عقیدہ صحیح و موافق شریعت ہے۔ جیسا کہ رشید احمد گنگوہی کہتا تھا: سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔ (تذکرۃ الرشید - جلد دوم - ص ۱۷)

دراصل بات یہ ہے کہ جب کسی کے متبعین کی ایک تعداد ہو جاتی ہے تب اسکی زبان ڈگمگانے لگتی ہے اور اسکی زبان سے عجیب و غریب باتوں کا ظہور ہوتا ہے اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ہے کہ:

سارے عالم پر ہوں میں چھایا ہوا
مستند ہے میرا فرمایا ہوا

کسی کی غلط فہمی و جہل کے سبب کسی چیز کی حقیقت نہیں بدل سکتی۔ جیسا کہ کوئی اپنی غلط فہمی و جہل کے سبب سونے کو پیتل کہے جو کہ حقیقت میں سونا ہی ہوتا ہے تو ایسے پیتل کہنے سے وہ سونا پیتل نہیں ہو جاتا بلکہ اسکا دعوی غلط ہوگا اور اسکی یہ بات تسلیم نہیں کی جا سکتی ورنہ وہ سونا بھی ہو اور پیتل بھی یعنی ایک ہی چیز بیک وقت سونا بھی ہو اور پیتل بھی ایسا ہو نہیں سکتا۔ اسی طرح شراب کی بوتل پر آپ زم زم کا لیبل لگا دے تو وہ شراب آب زم زم نہیں بن سکتی اسکی حقیقت نہیں بدل سکتی کہ ایک ہی چیز ایک وقت میں شراب بھی ہو اور آب زم زم بھی ایسا ہو نہیں سکتا۔ اسی طرح کوئی اپنی غلط فہمی و جہل کے سبب تصویر کو عکس کہہ دے تو وہ تصویر عکس نہیں ہو سکتی اسکی حقیقت نہیں بدل سکتی کہ ایک ہی چیز ایک ہی وقت میں تصویر بھی ہو اور عکس بھی ہو ایسا ہو نہیں سکتا۔ تو مذکورہ بالا سے پتہ یہ چلا کہ کسی کی غلط فہمی و جہل کی وجہ سے کسی چیز کی حقیقت نہیں بدل سکتی۔ بلکہ اسکے اس جہل و جہالت کو جہالت و نادانی پر محمول کر دیں گے یا عقل و قلب کے فتور پر محمول کر دیں گے۔

قطعی و منصوص مسائل کو اجماع و قیاس اور عقلی تمثیل و توجیہ سے منسوخ نہیں کیا جا سکتا اور اگر کوئی ان مسائل میں اختلاف کرے تو وہ اختلاف اسکے منہ پر رد ہے۔

واسطہ کی اقسام

واسطہ کی تین اقسام

(1): واسطہ فی العروض: وہ ہے جو حقیقی طور پر کسی صفت سے متصف ہو اور صاحب واسطہ صرف بالعرض اس صفت سے متصف ہو یعنی صاحب واسطہ حقیقی طور پر اس صفت سے متصف نہ ہو۔ جیسے ٹرین چلتی ہے ٹرین میں مسافر بیٹھا ہوتا ہے، ہوائی جہاز اڑتا ہے جہاز میں مسافر بیٹھا ہوتا ہے، چلنے یا اڑنے کی نسبت مسافر کی طرف بالعرض ہوتی ہے وہ حقیقی طور پر چلنے یا اڑنے سے متصف نہیں لیکن بالعرض اسے اس صفت سے متصف مانا جاتا ہے۔

(2): واسطہ فی الثبوت: اسے کہا جاتا ہے جو کسی شئ کے کسی صفت سے متصف ہونے کی علت ہو یعنی واسطہ اور صاحب واسطہ دونوں اس صفت سے بالذات و حقیقی طور پر متصف ہوں گے اور واسطہ صاحب واسطہ کے اس صفت سے متصف ہونے کی علت و سبب بنے گا۔ واسطہ فی الثبوت کی دو قسمیں ہیں:

(1): واسطہ اور صاحب واسطہ دونوں اس صفت سے حقیقی طور پر متصف ہوں اب پہلی صفت کے دو فرد ہوں گے: ایک فرد واسطہ کے ساتھ قائم ہوگا۔ اور دوسرا فرد صاحب واسطہ کے ساتھ قائم ہوگا۔ واسطہ کے ساتھ اس صفت کا قیام صاحب واسطہ کے ساتھ اس صفت کے قیام کا سبب اور علت ہوگا۔ جیسے ہاتھ میں لکڑی/قلم ہو تو جب ہاتھ حرکت کرے گا تو جو ہاتھ میں ہوگا وہ بھی حرکت کرے گا۔

(2): واسطہ صفت سے متصف نہ ہو صرف صاحب واسطہ اس صفت سے متصف ہو اور واسطہ صاحب واسطہ کے اس صفت سے متصف ہونے کا سبب و علت ہے، جیسے دیوار کو رنگ لگانے والا دیوار کو رنگ لگاتا ہے لیکن خود وہ رنگ سے رنگین نہیں ہوتا، برش سے رنگ لگائے یا کسی اور آلہ سے۔ ہاں ہاتھ سے رنگ لگائے تو ہاتھ بھی رنگین ہو جائے گا لیکن ہاتھ کے رنگین ہونے کے سبب دیوار رنگین نہیں ہوتی بلکہ اس رنگ کی وجہ سے دیوار رنگین ہوتی ہے۔

پہلی قسم میں یہ تھا کہ واسطہ کے ساتھ صفت کا ہونا، صاحب واسطہ کے ساتھ صفت کے قیام کا سبب ہوتا۔ دوسری قسم میں واسطہ کے ساتھ صفت کا ہونا، صاحب واسطہ کے ساتھ صفت کے قیام کا سبب نہیں۔ بلکہ یہاں ایک تیسری چیز ہے جو دیوار کو رنگین کر دیتی ہے یہاں رنگ لگانے والا واسطہ ضرور ہے۔

(3): واسطہ کی تیسری قسم (واسطہ فی الاثبات) یہ تصدیقات میں پایا جاتا ہے

واسطہ فی الاثبات وہ امر ہے جو باب تصدیقات میں حصول یقین کی علت ہوتا ہے

متقابلان کی تعریف و اقسام

متقابلان کی تعریف: ان دو چیزوں کو کہا جاتا ہے جو ایک جہت سے ایک محل میں جمع نہ ہوسکیں۔

متقابلان کی چار اقسام

(1): ضدان: وہ متقابلان جو دونوں وجودی ہوں اور ایک کا تعقل دوسرے پر موقوف نہ ہو۔ جیسے سواد و بیاض۔

(2): متضائفان: وہ متقابلان جو دونوں وجودی ہوں اور ان میں سے ہر ایک کا تعقل دوسرے پر موقوف ہو۔ جیسے: باپ اور بیٹا۔

(3): متقابلان بالعدم والملکہ: وہ متقابلان جن میں سے ایک وجودی اور ایک عدمی ہو جبکہ عدمی کا محل وجودی کے ساتھ متصف ہوسکتا ہو۔ جیسے بینا اور نابینا اور علم و جہل۔

(4): متقابلان بالسلب والایجاب: وہ متقابلان جن میں سے ایک وجودی اور ایک عدمی ہو جبکہ عدمی کا محل وجودی کیساتھ متصف نہ ہوسکتا ہو۔ جیسے فرسیت ولا فرسیت ان کو نقیضان بھی کہا جاتا ہے۔ تقابل کی یہ قسم فقط وجودِ ذہنی ہے نہ کہ وجودِ خارجی۔

عرض کی تعریف و اقسام

عرض کی تعریف: وہ ماہیت جو موضوع میں موجود ہو۔

عرض کی نو (۹) اقسام

(۱): کم: وہ عرض جو اپنی ذات کے اعتبار سے مساوات وعدم مساوات کو قبول کرتا ہے۔ پھر اسکی دو قسمیں ہیں:

(۱): کم منفصل: وہ کم جس کے اجزاء میں کوئی حدِ مشترک نہ ہو۔ جیسے عدد۔
(۲): کم متصل: وہ کم جس کے اجزاء میں کوئی حدِ مشترک ہو۔
حدِ مشترک اس حد کو کہتے ہیں جس شئے میں اسے فرض کیا گیا ہو اس شئے کے دونوں جز کے لیے وہ حد مبداء یا منتہیٰ ہو۔ جیسے خط پر نقطہ۔
پھر کم متصل کی دو قسمیں ہیں:

(۱): قارالذات: وہ کم متصل جس کے اجزاء وجود میں مجتمع ہوں اور وہ مقدار ہے۔ جیسے خط۔ سطح۔ جسم تعلیمی۔

(۲): غیر قارالذات: وہ کم متصل جس کے اجزاء وجود میں مجتمع نہ ہوں۔ جیسے زمانہ۔

(۲): کیف: وہ عرض جو اپنی ذات کے اعتبار سے تقسیم کو قبول نہیں کرتا اور نہ ہی کسی شئی کی طرف نسبت کو چاہتا اسکا تعقل کسی دوسری شے پر موقوف نہیں ہوتا

(6): مِلک: کسی شئ کی وہ حالت جو اس کو اس شئے کے سبب سے عارض ہو جس نے اسے گھیرا ہوا ہے اس طور پر کہ محاط کے منتقل ہونے سے محیط بھی منتقل ہو جائے: جیسے وہ حالت جو انسان کو قمیص پہننے یا کپڑے پہننے سے عارض ہوتی ہے۔

(7): وضع: وہ ہیئت و حالت جو کسی شئ کو اس کے اجزاء کی ایک دوسرے کی طرف نسبت ہونے یا امورِ خارجیہ کی طرف نسبت ہونے سے عارض ہو۔ جیسے وہ حالت جو انسان کو کھڑے ہونے (قیام) اور بیٹھنے (قعود) سے عارض ہوتی ہے۔

(8): فعل: کسی شئ کی وہ حالت جو اس کو غیر میں اثر کرنے کے سبب سے عارض ہوتی ہے: جیسے کاٹنے والے کی حالت جب تک وہ کاٹتا رہے۔

(9): انفعال: کسی شئ کی وہ حالت جو اس کو غیر کا اثر قبول کرنے کے سبب سے حاصل ہوتی ہے۔ جیسے گرم ہونے والی شئے کی حالت جب تک وہ گرم ہوتی رہے۔

کیفیات کی چار قسمیں

(1): کیفیاتِ محسوسہ: پھر اس کی دو قسمیں ہیں: (1): کیفیاتِ محسوسہ راسخہ جیسے: شہد کی مٹھاس اور سمندر کے پانی کی نمکینی۔ (2): کیفیاتِ محسوسہ غیر راسخہ جیسے: شرمندہ کی سرخی اور خوفزدہ کی زردی۔

(2): کیفیاتِ نفسانیہ: پھر اس کی دو قسمیں ہیں: نفس میں راسخ ہونے سے قبل انہیں حالات کہا جاتا ہے۔ جیسے ابتداءِ خلقت میں کتابت۔ اور نفس میں راسخ ہوجانے کے بعد انہیں ملکات کہا جاتا ہے۔ جیسے پختگی کے بعد کتابت و علم وغیرہ۔

(3): کیفیاتِ استعدادیہ: پھر اس کی دو قسمیں ہیں: دفع جیسے سختی۔ انفعال: جیسے نرمی۔

(4): کیفیاتِ مختصہ بالکمیات: وہ کیفیات جو کمیات کے ساتھ مختص ہیں: جیسے مقدار کا مثلث و مربع ہونا اور عدد کا زوج و فرد ہونا۔

(5): این: کسی شئی کی وہ حالت جو اس کو کسی مکان میں حاصل ہونے کے سبب سے عارض ہو۔

(6): متیٰ: کسی شئی کی وہ حالت جو اس کو کسی زمان میں حاصل ہونے کے سبب سے عارض ہو۔

(7): اضافت: وہ حالتِ نسبیہ متکررہ ہے یعنی دو ایسی چیزوں میں پائی جانے والی نسبت جن میں سے ہر ایک کا تعقل دوسری پر موقوف ہو۔ جیسے باپ اور بیٹا۔

علت اور معلول

علت کی تعریف: وہ شئی جو خود موجود ہو اور اسکے وجود سے معلول کا وجود حاصل ہو۔

علت کی چار اقسام

(1): علتِ مادیہ: وہ علت جو معلول کی جزء ہو لیکن اسکے وجود کیساتھ معلول کا وجود بالفعل واجب نہ ہو۔ جیسے مٹی پیالے کے لیے۔

(2): علتِ صوریہ: وہ علت جو معلول کی جزء ہو اور اسکے وجود کیساتھ معلول کا وجود بالفعل واجب ہو۔ جیسے پیالے کی صورت پیالے کے لیے۔

(3): علتِ فاعلیہ: وہ علت جو معلول کی جزء نہ ہو اور اس سے وجودِ معلول حاصل ہو۔ جیسے پیالا بنانے والا پیالے کے لیے۔

(4): علتِ غائیہ: وہ علت جو معلول کی جزء نہ ہو اور اس کے لیے معلول موجود ہو۔ جیسے: وہ غرض جو پیالے سے مطلوب ہے۔

قدیم و حادث

قدیم کی دو اقسام

(1): قدیم بالذات: وہ شئی جس کا وجود اس کے غیر سے نہ ہو۔ جیسے واجب تعالیٰ

(2): قدیم بالزمان: وہ شئی جس کے زمانے کی ابتداء نہ ہو۔ جیسے [illegible]

حادث کی دو اقسام

(1): حادث بالذات: وہ شئی جس کا وجود اس کے غیر سے ہو۔ جیسے ممکنات

(2): حادث بالزمان: وہ شئی جس کے زمانے کی ابتداء ہو۔ یعنی ایک وقت تھا جس میں یہ موجود نہ تھا پھر اس وقت کے گزر جانے کے بعد دوسرا وقت آیا جس میں یہ موجود ہوا۔ جیسے ہم۔

متقدم اور متاخر کی اقسام

متقدم کی پانچ اقسام

(1): متقدم بالزمان: وہ متقدم جس کا زمانہ متاخر کے زمانے سے پہلے ہو۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تقدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر۔

(2): متقدم بالطبع: وہ متقدم جس کے موجود ہوئے بغیر متاخر کا وجود ناممکن ہو۔ لیکن متقدم کا وجود متاخر کے وجود کے بغیر ممکن ہو۔ جیسے ایک کا تقدم دو پر۔

(3): متقدم بالشرف: وہ متقدم جو فضیلت و کمال میں متاخر سے بڑھ کر ہو۔ جیسے حضرت صدیقِ اکبر کا تقدم حضرت فاروقِ اعظم پر۔

(4): متقدم بالرتبہ: وہ متقدم جو متاخر کی بنسبت کسی مخصوص مبداء کے زیادہ قریب ہو۔ جیسے صفِ اول کا تقدم باقی صفوں پر۔ کیونکہ صفِ اول باقی صفوں کی بنسبت محراب کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔

(5): متقدم بالعلیۃ: وہ متقدم جو متاخر کے لیے علتِ تامہ ہو۔ جیسے ہاتھ کی حرکت کا تقدم قلم کی حرکت پر۔

متاخر کی اقسام

متاخر کی پانچ اقسام

(1): متاخر بالزمان: وہ متاخر جس کا زمانہ متقدم کے زمانے کے بعد ہو۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تاخر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے

(2): متاخر بالطبع: وہ متاخر جس کی موجودگی کے بغیر متقدم کا وجود ممکن ہو۔ لیکن متقدم کے وجود کے بغیر متاخر کا وجود ناممکن ہو۔ جیسے: دو کا تاخر ایک سے۔

(3): متاخر بالشرف: وہ متاخر جو فضیلت و کمال میں متقدم سے بڑھ کر ہو۔

(4): متاخر بالرتبہ: وہ متاخر جو متقدم کی بنسبت کسی محسوس مبداء کے بعید ہو۔ جیسے: صفِ اول کے علاوہ باقی صفوں کا تاخر صفِ اول سے۔ کیونکہ صفِ اول کے علاوہ باقی صفیں محراب سے بعید ہوتی ہیں۔

(5): متاخر بالعلیۃ: وہ متاخر جو متقدم کے لیے علت نہ ہو۔ جیسے قلم کی حرکت کا تاخر ہاتھ کی حرکت سے۔

واحد کی تعریف و اقسام

تعریف: وہ شئی جو اس جہت سے تقسیم کو قبول نہ کرے جس جہت سے اسے واحد کہا جاتا ہے۔

واحد کی پانچ اقسام

(1): واحد بالجنس: وہ واحد جس میں وحدت کی جہت جنس ہو۔ جیسے انسان اور گھوڑا کہ ان دونوں کی جنس واحد ہے یعنی حیوان۔

(2): واحد بالنوع: وہ واحد جس میں وحدت کی جہت نوع ہو۔ جیسے زید اور بکر کہ ان دونوں کی نوع ایک ہے یعنی انسان۔

(3): واحد بالمحمول: وہ واحد جس میں وحدت کی جہت وصفِ محمول ہو۔ جیسے روئی اور برف کہ یہ دونوں ابیض ہونے میں واحد ہیں اور سفید کا ان پر حمل ہوتا ہے۔

(4): واحد بالموضوع: وہ واحد جس میں وحدت کی جہت موضوع ہو۔ جیسے کاتب اور ضاحک کہ یہ دونوں انسان ہونے میں واحد ہیں اور ان کا انسان پر حمل ہوتا ہے یعنی انسان ان دونوں کا موضوع بنتا ہے۔

(5): واحد بالعدد: وہ واحد جس میں وحدت کی جہت واحد کا تشخص ہو۔ جیسے بکر

واحد بالعدد کی دو اقسام

(1): واحدِ حقیقی: وہ واحد بالعدد جو بالکل قابل تقسیم نہ ہو۔ جیسے نقطہ

(2): واحدِ غیرِ حقیقی: وہ واحد بالعدد جو قابلِ تقسیم ہو۔ اور اسکی دو قسمیں ہیں:

(1): واحد بالاتصال: وہ واحدِ غیرِ حقیقی جس میں بالفعل کثرت نہ ہو اور وہ بالقوہ اجزاءِ متشابہہ کی طرف قابلِ تقسیم ہو۔ جیسے پانی۔

(2): واحد بالترکیب: وہ واحدِ غیرِ حقیقی جس میں بالفعل کثرت ہو۔ جیسے گھر۔

* — *

تصور کی اقسام

تصور کی چار اقسام

(1): تصور بالکنہ: کسی شئی کا تصور اس کی ذاتیات کے ذریعہ ہو اس طور پر کہ ذاتیات کو شئی کے تصور کے لیے آلہ اور ذریعہ بنایا جائے۔ جیسے انسان کا تصور حیوان اور ناطق کے ذریعہ ہو۔ حیوان اور ناطق کو انسان کی معرفت کے لیے آلہ اور ذریعہ بنایا جائے۔

(2): تصور بکنہہ: کسی شئی کا تصور اس کی ذاتیات کے ذریعہ ہو لیکن ذاتیات کو اس کی معرفت کے لیے آلہ اور ذریعہ نہ بنایا جائے۔ جیسے انسان کا تصور حیوان ناطق کے ذریعے ہو لیکن حیوان ناطق کو اس کے لیے آلہ اور ذریعہ نہ بنایا جائے یعنی التفات بالذات ذاتیات کی طرف ہو۔

(3): تصور بالوجہ: شئی کا تصور اس کے عوارضات کے ذریعے ہو اور عوارضات کو حصول شئے کے لیے آلہ اور ذریعہ بھی بنایا جائے۔ جیسے انسان کا تصور ضاحک و کتابت سے ہو اور ضاحک و کتابت کو حصول شئے کے لیے آلہ اور ذریعہ بھی بنایا جائے۔

(4): تصور بوجہہ: کسی شئی کا تصور اس کے عوارضات کے ذریعہ ہو اور عوارضات کو حصول شئے کے لیے آلہ اور ذریعہ نہ بنایا جائے۔ جیسے انسان کا تصور ضاحک و کتابت سے ہو لیکن ضاحک و کتابت کو حصول شئے کے لیے آلہ اور ذریعہ نہ بنایا جائے۔